سوال

(40) مرد کے لیے کس قدر سونا، چاندی استعمال کرنا جائز ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مرد کے لیے کس قدر سونا، چاندی استعمال کرنا جائز ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مرد کے لیے چاندی کی انگوٹھی کا استعمال جائز ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور استعمال کی تھی۔[1]

(1)۔ مرد کے لیے سونے کی انگوٹھی کا استعمال حرام ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو سونے کا زیور استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے بلکہ نہایت سخت الفاظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا:

"يَعمِدُ أَحدُكُم إلَى جَمرَةٍ مِن نارٍ، فيَجعَلُها في يَدِهِ"

"تم میں سے ایک شخص (سونا پہن کر) جہنم کی آگ کے انگارے کا قصد کرتا ہے، پھر اسے اپنے ہاتھ میں رکھتا (پہنتا) ہے۔"[2]

(2)۔ کسی شدید ضرورت میں مرد کے لیے سونے کا استعمال مباح ہے، مثلاً: سونے کی ناک، یا دانتوں کے جوڑ کے لیے سونے کے تار کا استعمال درست ہے۔ سیدنا عرفجہ بن اسعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنگ کلاب کے روز ناک کٹ گئی تو انھوں نے چاندی کی ناک بنوالی جو بعد میں بدبودار ہوگئی، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سونے کی ناک بنوانے کی اجازت دی۔[3]

عورتوں کے لیے کس قدر سونا، چاندی استعمال کرنا جائز ہے؟

(1)۔ عورتوں کے لیے رواج کے مطابق سونے چاندی کا پہننا مباح ہے کیونکہ شارع علیہ السلام نے ان کے لیے اسے مطلق طور پر جائز قرار دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيرُ لِإِنَاثِ أُمَّتِي، وَحُرِّمَ عَلَى ذُكُورِهِم"

"میری اُمت کی عورتوں پر سونے چاندی کا استعمال حلال ہے جبکہ مردوں پر حرام ہے۔"[4]

(3)۔عورتوں کے سونے اور چاندی کے زیورات میں زکاۃ نہیں، بشرطیہ کہ انھیں استعمال کرنے، پہننے یا کسی کو عاریتاً دینے کےلیے بنوایا گیا ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لیس فی الحلی زکاۃ"

"زیور میں زکاۃ نہیں۔"[5]

اگرچہ یہ روایت ضعیف ہے لیکن جمہور علماء کا عمل اس کا مؤید ہے۔صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین میں سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہی رائے ہے۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"یہ پانچ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کا مذہب تھا، نیز یہ مال بڑھتا بھی نہیں بلکہ گھستا ہے۔یہ مال استعمال کے کپڑوں، خدمت کے غلاموں اور رہائشی گھروں کی طرح ہے۔"[6]

اگر زیورات بنوانے کی غرض انھیں کرایہ پر دینا یا کسی ضرورت یا اہم کام کو پورا کرنا یا انھیں کاروبار میں لانا یا ذخیرہ کرنا اور سنبھال کر رکھنا ہو تو اس میں زکاۃ واجب ہے کیونکہ سونے اور چاندی پر زکاۃ واجب تھی اور وجوب کا یہ حکم تب ساقط ہوگا جب زیور استعمال یا عاریتاً دینے کےلیے بنوایا گیا ہو کیونکہ جب یہ مقصد نہ رہا تو ادائیگی کے وجوب کا اصل حکم باقی اور قائم رہا، بشرطیہ کہ وہ نصاب زکاۃ کی حد تک بنفسہ پہنچ جائے یا اسے دوسرے مال میں شامل کرکے نصاب زکاۃ تک پہنچ جائے۔اور اگر وہ زیورات نصاب زکاۃ کی مقدار تک بنفسہ یا دوسرے مال سے ملا کر نہ پہنچ جائیں تو اس میں زکاۃ بھی نہیں، وہاں!اگر وہ سونا تجارت کےلیے ہو تو اس کی قیمت میں زکاۃ ہے۔

درودیوار پر سونے چاندی کی ملمع سازی یا ان کے برتن بنوانے کا حکم

درودیوار یا چھت پر سونے چاندی کی ملمع سازی یا کار وغیرہ کی کسی چیز پر یا اس کی چابیوں پر سونے چاندی کا ملمع کروانا ایک مسلمان شخص پر حرام ہے، اسی طرح سونے چاندی کا قلم یا دوات بنوانا یا اس پر پالش کروانا بھی حرام ہے کیونکہ یہ فضول خرچی اور تکبر میں شامل ہے۔سونے یا چاندی کے برتن بنوانا یا ان پر پالش چڑھانا بھی حرام ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"من شرب فی إناء ذہب أو فضۃ، أو إناء فیہ شیء من ذلک فإنما یجرجر فی بطنہ نار جہنم"

"جو شخص سونے چاندی کے برتنوں میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ ڈالتا ہے۔"[7]

گزشتہ روایت میں مردوں کےلیے سونے کے استعمال کی حرمت اور وعید واضح ہے لیکن اس کے باوجود مقام افسوس ہے کہ آپ کئی مسلمان مردوں کو دیکھیں گے کہ وہ اپنے ہاتھوں میں سونے کی انگوٹھیاں پہنے ہوئے ہوتے ہیں، سینوں پر زنجیریں لٹکاتے پھرتے ہیں۔یہ لوگ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود وعید شدید کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے یا پھر انھیں ایسی روایات کا علم ہی نہیں۔ان لوگوں کو سونے کے زیورات پہننے سے توبہ کرنی چاہیے اور صرف چاندی کی انگوٹھی پر اکتفا کرنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ نے ان کےلیے مباح قرار دی ہے۔حلال کے ہوتے ہوئے حرام استعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجعَل لَهُ مَخرَجًا ﴿٢﴾ وَيَرزُقهُ مِن حَيثُ لا يَحتَسِبُ وَمَن يَتَوَكَّل عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسبُهُ إِنَّ اللَّهَ بـٰلِغُ أَمرِهِ قَد جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَىءٍ قَدرًا ﴿٣﴾ ... سورۃ الطلاق

"اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کےلیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے (2) اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو اور جو شخص اللہ پر توکل کرے

گا اللہ اسے کافی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کرکے ہی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے"[8]

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے دین کی بصیرت اور اس کا فہم دے اور عمل واخلاص کی دولت سے مالا مال کردے۔

سامان تجارت میں زکاۃ کا بیان

سامان تجارت میں زکاۃ فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

خُذ مِن أَمو‌ٰلِهِم صَدَقَةً تُطَهِّرُهُم وَتُزَكّيهِم بِها... ١٠٣ ... سورة التوبة

"(اے نبی!) ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجئے (تاکہ) اس کے ذریعے سے انھیں پاک کریں اور ان کا تزکیہ کریں۔"[9]

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَفى أَمو‌ٰلِهِم حَقٌّ لِلسّائِلِ وَالمَحرومِ ١٩ ... سورة الذاريات

"اور جن کے مالوں میں مقررہ حصہ ہے۔ مانگنے والوں کا بھی اور سوال سے بچنے والوں کا بھی۔"[10]

علاوہ ازیں مال زیادہ تر سامان تجارت ہی کی صورت میں ہوتا ہے، اس لیے مذکورہ آیات کے عمومی حکم میں یہ بالاولیٰ شامل ہے۔ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم تجارت کے مال میں سے زکاۃ ادا کریں۔[11]

علاوہ ازیں جنگل میں چرنے والے جانوروں کی طرح مال تجارت بڑھنے والا مال ہے۔ بنا بریں مال تجارت میں زکاۃ فرض ہے بشرطیکہ اس پر ایک سال گزر گیا ہو۔ متعدد علمائے کرام نے اس پر اہل علم کا اجماع نقل کیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ائمہ اربعہ اور دیگر علمائے امت کا (ماسوا چند افراد کے) اس امر پر اجماع ہے کہ اموال تجارت میں زکاۃ فرض ہے، تاجر مقیم ہو یا مسافر کسی نے مال تجارت رکھ چھوڑا ہو اور وہ اس کی قیمت کے بڑھنے کا منتظر ہو یا کوئی دوکاندار ہو، نیز وہ مال تجارت نیا کپڑا ہو یا مستعمل لباس وغیرہ۔ کھانے پینے کی اشیاء ہوں یا پھل پھول، اچار مربے وغیرہ ہوں یا کوئی اور چیز مٹی کے برتن (خواہ چینی مٹی کے ہوں یا عام) ہوں یا غلام، گھوڑے، خچر، گدھے اور بھیڑ بکریاں ہوں، خواہ انھیں گھر میں چارا ڈالا جائے یا وہ خود چر چگ لیتی ہوں تمام پر زکاۃ ہے کیونکہ ہر علاقے کے لوگوں کا باطنی مال زیادہ تر سامان تجارت پر مشتمل ہوتا ہے جبکہ ان کا ظاہری مال زیادہ تر مویشیوں کی صورت میں ہوتا ہے۔"[12]

(1)۔ سامان تجارت میں زکاۃ کی فرضیت کی چند شرائط ہیں:

1۔ وہ اپنے کسی عمل کے نتیجے میں اس کا مالک بنا ہو، مثلاً: خرید و فروخت، قبول ہبہ، وصیت، حصول اجرت یا کسی اور کمائی کے طریقے سے مالک بنا ہو۔

2۔ تجارت کی نیت سے کسی سامان کا مالک ہو، یعنی اس مال کے ذریعے سے مزید مال کمانے کی نیت رکھتا ہو کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے اور تجارت عمل ہے، لہذا دیگر اعمال کی طرح اس میں بھی نیت کو شامل کرنا ضروری ہے۔

3۔اس مال کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کو پہنچ جائے۔

4۔اس مال پر ایک سال گزر گیا ہو۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لَيسَ فِي مَالٍ زَكَاةٌ، حَتَّى يَحُولَ عَلَيهِ الحَولُ"

"کسی مال میں زکاۃ تب ہے جب اس پر ایک سال گزر گیا ہو۔" [13]

اگر کسی نے زکاۃ کے نقدی نصاب کے عوض کوئی اور سامان تجارت خرید لیا یا ایسے سامان کے بدلے میں اور سامان خریدا جو زکاۃ کے نصاب تک پہنچ چکا تھا تو مدت سال کی ابتدا اسی مال سے شمار ہوگی جس کے عوض نیا سامان تجارت خریدا گیا ہے۔

(2)۔مال تجارت میں سے زکاۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ سال مکمل ہونے پر اس کی قیمت کرنسی کے ساتھ بنالی جائے (اس میں فقراء کی بہتری کا لحاظ رہے) اور وہ سونے یا چاندی کی کرنسی کے نصاب تک پہنچ جائے تو چالیسواں حصہ اس میں زکاۃ ہے۔واضح رہے مال کا بھاؤ وہ نہیں لگے گا جو ایک سال قبل تھا بلکہ موجودہ قیمت کا اعتبار ہوگا۔تاجر اور زکاۃ وصول کرنے والے دونوں کے درمیان یہی عدل وانصاف ہے۔

(3)۔مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ سامان تجارت کی زکاۃ نکالتے وقت وہ اپنے اموال تجارت کی ایک ایک چیز کا اچھی طرح باریک بینی سے حساب وکتاب کرے جیسا کہ شراکت کی صورت میں ایک حریص اور بخیل شخص کاروبار میں شریک اپنے ساتھی کے ساتھ مین میکھ نکال کر ہر چیز کا حساب کرتا ہے۔اسے چاہیے کہ جو بھی مختلف انواع کا سامان تجارت اس کے پاس ہے وہ شمار کرے،پھر اس کی صحیح اور مناسب قیمت لگائے،مثلاً:جنرل سٹور کے مالک کے پاس دکان میں مختلف اقسام کی جو اشیاء ہیں حتیٰ کہ ڈبوں میں بند سامان،چھوٹی چھوٹی اور ہر قسم کی اشیاء وغیرہ سب کا حساب کرے اور اوزار،مشینری سپیئر پارٹس اور گاڑیاں جو فروخت کے لیے ہیں ان کی قیمت لگائی جائے،

اسی طرح فروخت کے لیے جو پلاٹ اور عمارات ہوں ان کی بھی قیمت لگائی جائے،البتہ جو عمارات،گھر اور کاریں وغیرہ کرائے کے لیے ہوں،ان میں زکاۃ نہیں۔ان اشیاء کے کرائے کی آمدن میں زکاۃ ہے بشرطیکہ اس پر ایک سال گزر جائے۔

رہائشی مکانات،ضروری اور سواری میں استعمال ہونے والی گاڑیوں میں زکاۃ نہیں۔اسی طرح گھر یا دکان کا سامان،تاجر کے آلات،مثلاً:پیمائش،ناپ اور وزن کرنے کی اشیاء عطار کی شیشیاں ان تمام اشیاء میں زکاۃ نہیں کیونکہ انھیں تجارت کی خاطر رکھا نہیں جاتا۔

(4)۔میرے مسلمان بھائیو!خوشی کے ساتھ پورا پورا حساب کرکے ثواب کی نیت سے زکاۃ نکالو۔اسے دنیا وآخرت میں اپنے لیے غنیمت سمجھو،تاوان وجرمانہ نہ سمجھو۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمِنَ الأَعرابِ مَن يَتَّخِذُ ما يُنفِقُ مَغرَمًا وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوائِرَ عَلَيهِم دائِرَةُ السَّوءِ وَاللَّهُ سَميعٌ عَليمٌ ٩٨ وَمِنَ الأَعرابِ مَن يُؤمِنُ بِاللَّهِ وَاليَومِ الءاخِرِ وَيَتَّخِذُ ما يُنفِقُ قُرُبٰتٍ عِندَ اللَّهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسولِ أَلا إِنَّها قُربَةٌ لَهُم سَيُدخِلُهُمُ اللَّهُ فى رَحمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ غَفورٌ رَحيمٌ ٩٩ ... سورة التوبة

"اور ان دیہاتیوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو جرمانہ سمجھتے ہیں اور تم مسلمانوں کے واسطے برے وقت کے منتظر رہتے ہیں، برا وقت ان ہی پر پڑنے والا ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے (98) اور بعض اہل دیہات میں ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو عنداللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں، یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بیشک ان کے لیے موجب قربت ہے، ان کو اللہ تعالیٰ ضرور اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے" [14]

اس آیت سے واضح ہوا کہ دونوں گروہ زکاۃ دیتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر ایک سے معاملہ اس کی نیت کے حساب سے ہوگا۔ پہلے گروہ نے زکاۃ کو تاوان سمجھا لیکن ادا اس لیے کہ کی کہ ان (منافقین) کے بارے میں اسلام کو جو حکم (تغلیظ وجہاد) تھا اس سے خود کو بچالیں اور محفوظ کرلیں۔ اور وہ منتظر تھے کہ مسلمانوں پر کوئی برا وقت آئے تو ان سے انتقام لیں لیکن انھیں سزا یہ ملی کہ انھی پر برے دن آئے اور ثواب سے محروم ہوئے اور اموال میں نقصان اٹھایا۔ دوسرا گروہ اہل ایمان کا تھا جو اللہ تعالیٰ کے قرب اور حصول ثواب کی نیت سے زکاۃ دیتے تھے۔ ان کے لیے پورا پورا اجر ہے جو انھوں نے خرچ کیا اسکے بدلے میں انھیں خیر وبھلائی ملے گی کیونکہ ان کی نیت اچھی تھی اور مقصد بلند تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

أَلا إِنَّها قُربَةٌ لَهُم سَيُدخِلُهُمُ اللَّهُ فى رَحمَتِهِ... **٩٩** ... سورة التوبة

"یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بیشک ان کے لیے موجب قربت ہے، ان کو اللہ تعالیٰ ضرور اپنی رحمت میں داخل کرے گا" [15]

اے مسلمان بھائی! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور اس آیت کے معانی پر غور وخوض کرو۔

وَأَقرِضُوا اللَّهَ قَرضًا حَسَنًا وَما تُقَدِّموا لِأَنفُسِكُم مِن خَيرٍ تَجِدوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيرًا وَأَعظَمَ أَجرًا وَاستَغفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفورٌ رَحيمٌ **٢٠** ... سورة المزمل

"اور اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دو۔ اور جو نیکی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر سے بہتر اور واب میں بہت زیادہ پاؤ گے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے" [16]

---

[1]۔ صحیح البخاری اللباس باب خاتم الفضۃ حدیث 5866 وصحیح مسلم، اللباس باب لبس النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتما من ورق۔ قبل حدیث 2092۔

[2]۔ صحیح مسلم اللباس باب تحریم خاتم الذھب علی الرجال۔ حدیث 2090۔

[3]۔ سنن ابی داود الخاتم باب ماجاء فی ربط الاسنان بالذھب حدیث 4232 والسنن الکبریٰ للبیہقی الصلاۃ باب الرخصۃ فی اتخاذ الانف۔ 2/425۔426۔

[4]۔ جامع الترمذی اللباس باب ماجاء فی الحریر والذھب للرجال حدیث 1720 وسنن النسائی الزینۃ باب تحریم لبس الذھب حدیث 5267 ومسند احمد 4/392۔393 واللفظ لہ۔

[5]۔ (ضعیف) سنن الدار قطنی 2/106 حدیث 1937۔

[6]۔ المغنی والشرح الکبیر 2/603۔605۔ بتصرف۔ بہت سے علمائے کرام سونے چاندی کے زیورات کی زکاۃ کے قائل ہیں اور ان کے دلائل قوی اور زیادہ صحیح ہیں۔ (صارم)۔

[7]۔ صحیح البخاری الاشربۃ باب آنیۃ الفضۃ حدیث 5634 وصحیح مسلم اللباس والزینۃ باب تحریم استعمال اوانی الذھب والفضۃ حدیث 2065 واللفظ لہ۔

[8]۔ الطلاق 65/2۔3۔

[9]۔ التوبۃ 9/103۔

[10]۔ المعارج 70/24۔25۔

[11]۔سنن ابی داود الزکاۃ باب العروض اذا کانت للتجارۃ ھل فیھا زکاۃ؟ حدیث 1562۔

[12]۔مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ 25/45۔

[13]۔سنن ابی داود الزکاۃ باب فی رکعۃ السائمۃ حدیث 1573۔

[14]۔التوبۃ:9/98۔99۔

[15]۔التوبۃ:9/99۔

[16]۔المزمل 20/73۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل

زکوۃ کے مسائل: جلد01: صفحہ292